رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۷

REGD L.P. NO 67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

بدر
ہفت روزہ
قادیان

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ممالک غیر ۷ ½ روپے
فی پرچہ ۲ ۱ر

جلد ۵ | ۵ صلح ۱۳۳۵ ہش مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ ۵ جنوری ۱۹۵۶ء | نمبر ۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ یکم جنوری ۱۹۵۶ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

ولادت باسعادت ربوہ ۲۲/۲۳ دسمبر ۱۹۵۵ء کی درمیانی شب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دختر عطا فرمائی۔ نومولودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پوتی اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی نواسی ہے ادارہ بدر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور نیک اور خادمہ بنائے۔ آمین۔

قادیان ۱۴ دسمبر محمود خضر صاحب درویش پر بعض مقامی مخالفین کی طرف سے ایک مقدمہ چل رہا تھا۔ آج فیصلہ میں عدالت نے انہیں بری کر دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ — ۴ جنوری ۱۹۵۶ء آج شام آٹھ بجے کی گاڑی سے حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانی بخیریت واپس تشریف لے آئے جلسہ سالانہ ربوہ میں شریک ہونیوالے درویشان کی اکثریت واپس آ چکے ہیں۔

لاء کالج سیلون کے طلباء کی قادیان میں آمد:

قادیان ۲ جنوری ۱۹۵۶ء لاء کالج سیلون کے چھ طلباء (جن میں پانچ مسلمان اور ایک بدھ ہیں) ہندوستان اور پاکستان کے ٹور کے سلسلہ میں مدراس۔ بمبئی۔ آگرہ اور دہلی وغیرہ سے ہوتے ہوئے پرسوں قادیان تشریف لائے۔ مدراس۔ بمبئی اور دہلی کی احمدیہ جماعتوں اور ان کے مبلغین نے ان کے ٹھہرنے اور دیگر سہولیات پہنچانے کے لئے انتظامات کئے۔ احمدیہ جماعت کی ہمدردی اور سلوک سے وہ بے حد متاثر ہوئے۔ اور اس کا بار بار ذکر کیا۔ قادیان میں ان کی خدمت میں سلسلہ کا لٹریچر پیش کیا گیا۔ اور مقدس مقامات کی زیارت کرائی گئی۔ مقامی کالج کے وائس پرنسپل جناب سردار ... سنگھ تھا۔ اور دوسرے پروفیسروں سے ان کی ملاقات کرائی گئی۔ وہ کالج کی عظیم الشان بلڈنگ جو احمدیہ جماعت کی قائم کردہ تھی دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ کل ساڑھے چار بجے پروفیسر صاحبان نے ان کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ جس میں مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال۔ مکرم پروفیسر محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے آف تعلیم الاسلام کالج ربوہ اور خاکسار شریک ہوئے۔ جناب سردار سنتوک سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر خالصہ سکول نے بھی ان کو اپنے ہائی سکول کے حالات بتائے۔ جو ان کے لئے باعث دلچسپی تھے۔

تبلیغی گفتگو کے سلسلہ میں مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے نے خاص طور پر حصہ لیا۔ آج صبح کی گاڑی سے وہ پاکستان کے لئے روانہ ہو گئے۔ امید ہے کہ وہ لاہور۔ پشاور۔ کراچی اور ربوہ کی بھی زیارت کریں گے

خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔

برکات احمد ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ربوہ میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہو گیا

اکناف عالم سے آئے ہوئے شمع خلافت کے ساٹھ ہزار سے زائد پروانوں کا اجتماع

یاتون من کل فج عمیق کے خدائی نشان کا ایمان افروز نظارہ

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ جس کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے آج سے ۶۶ سال قبل اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ امسال ربوہ کی مقدس سرزمین میں مقررہ تاریخوں کے مطابق ۲۶ سے ۲۸ دسمبر تک جاری رہنے کے بعد مورخہ ۲۸ دسمبر کی شام کو سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے روح پرور اختتامی خطاب اور ایک پُرسوز اجتماعی دعا پر نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا:

امسال کا جلسہ احمدیت کی تاریخ میں اس لحاظ سے ہمیشہ یادگار رہے گا۔ کہ اس مرتبہ احباب جماعت اس کثرت سے آئے کہ مہمانوں کی آمد کے تمام گزشتہ ریکارڈ مات ہو گئے۔ یوں تو ہر سال ہی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر گزشتہ سال کی نسبت احباب جماعت زیادہ تعداد میں آ کر اس امر کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا قدم بفضلہ تعالیٰ ہر آن ترقی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ اور وہ اپنی منزل مراد کی طرف تیزی سے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لیکن امسال احباب اس کثرت سے آئے۔ اور ان کی تعداد میں گزشتہ سال کی نسبت یکدم ایسا غیر معمولی اضافہ ہوا۔ کہ جو اپنے اندر ایک خاص تائیدی نشان رکھتا تھا۔ اور اس امر پر مہر کر رہا تھا کہ مسیح پاک کی یہ منتخب جماعت ایمان بالخلافت پر مضبوطی سے قائم ہوتے ہوئے نظام خلافت کے ساتھ اس طور پر وابستہ ہے کہ بڑے سے بڑا ابتلاء اور وسوسہ اندازوں کی بڑی سے بڑی سازش بھی ان کے اس ایمان اور ان کی اس وابستگی میں خفیف سے رخنہ ڈالنے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ امسال احباب آئے اور والہانہ طریق پر آئے۔ اور اتنی بھاری تعداد میں آئے کہ ان کی تعداد ۶۰ ہزار سے بھی تجاوز کر گئی۔ جبکہ گزشتہ سالوں میں جلسہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد پچاس ہزار کے لگ بھگ ہوتی تھی۔

پھر امسال جلسے میں صرف مغربی اور مشرقی پاکستان کے احباب ہی شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ انڈونیشیا۔ چین۔ مشرقی افریقہ۔ مغربی افریقہ۔ ڈچ گی آنا۔ ٹرینیڈاڈ۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ عدن۔ شام۔ فلسطین۔ اور بھارت کے احمدی نمائندوں نے بھی اچھی خاصی تعداد میں شرکت کی۔ مشرق ومغرب میں بسنے والی ہر قوم اور نسل کے لوگ اس میں موجود تھے۔ الغرض ربوہ کا یہ اجتماع دنیا پر آشکار کر رہا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ جسے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے قیام فرمایا ہے نظام خلافت کے قیام اور اجراء اور اس کے استحکام کے اعتبار سے ساری دنیا کی جماعتوں میں منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ اور اس عزم سے لبریز ہے کہ وہ اس آسمانی نظام کو جو ایمان بالخلافت اور اس کے مناسب حال عمل کی شرائط سے مشروط ہے۔ قیامت تک جاری وساری رکھے گی۔ اور اس وقت تک دم نہ لے گی جب تک اس نظام کی برکت سے روئے زمین پر بسنے والے تمام بنی نوع انسان خواہ وہ مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نہ آ جائیں اور حقیقی توحید پر قائم ہوتے ہوئے دنیا سے شرک کا نام ونشان نہ مٹا دیں۔

علاوہ ازیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر امریکہ۔ سکنڈے نیویا۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ۔ انگلستان۔ دمشق۔ بیروت۔ کویت۔ سپین۔ ملایا۔ بورنیو۔ انڈونیشیا۔ مشرقی افریقہ۔ نائیجیریا۔ گولڈ کوسٹ۔ سیرالیون۔ ڈچ گی آنا۔ اور مشرق ومغرب کے متعدد ممالک کے احمدی احباب کی طرف سے سینکڑوں کی تعداد میں تاریں موصول ہوئیں۔ جن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل وفاداری اور انتہائی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ اور جلسہ میں شریک ہونے والے احباب کی خدمت میں سلام عرض کیا گیا تھا۔ اور دعا کی درخواست کی گئی تھی۔ جب یہ سب تاریں پڑھ کر سنائی گئیں تو ساٹھ ہزار سے بھی زائد احباب کے اجتماع میں نہایت گرمجوشی کے ساتھ وعلیکم السلام کی آوازیں گونجتی رہیں اور احباب ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں کے لئے زیر لب دعا کرتے رہے۔ اطراف وجوانب عالم سے آئے ہوئے سلام ... کہ پیغامات سننے کا یہ منظر ایک خاص روحانی کیف ... حامل تھا۔ اور یہ امر ازحد ازدیاد ایمان کا موجب تھا کہ آج روئے زمین کے گوشے گوشے میں احمدیت اور نظام خلافت کے پروانے والہانہ طور پر مسیح پاک پر ہی لبیک ...

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

اللہ تعالیٰ کا عملی سلوک ظاہر کر رہا ہے کہ تم یقیناً اس کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو جس کا وہ خود محافظ ہے!

وہ دن جلد آنے والا ہے جبکہ تمہارے ذریعہ اسلام کو فتح نصیب ہوگی اور عیسائی دنیا کو اپنا سر اسلام کے آگے جھکانا پڑیگا انشاء اللہ

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی افتتاحی تقریر

ربوہ ۲۶ر دسمبر۔ آج صبح ساڑھے نو بجے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک روح پرور تقریر اور پرسوز اجتماعی دعا کے ساتھ جماعت احمدیہ کے چھیاسٹھویں سالانہ جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ حضور کی تقریر کے دوران بار بار فضا اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیت اور حضرت فضل عمر زندہ باد کے نعروں سے گونجتی رہی۔

حضور ایدہ اللہ ساڑھے نو بجے جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ حضور کی تقریر سے قبل مکرم مولوی نذیر اللہ صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی۔ حضور کی تقریر کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے کا بے حد و حساب شکر ہے کہ اس نے اس سال پھر ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور اس کے لئے قربانی کرنے کے ذرائع پر غور کرنے کے لئے اپنے مرکز میں جمع ہونے کا موقع بخشا۔ اس سال کے دوران بعض ایسے حالات پیدا ہوئے جن کی وجہ سے دشمن نے بڑی خوشیاں منائیں۔ اس نے یہ ظاہر کیا کہ نعوذ باللہ جماعت احمدیہ اپنے امام کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہوگئی ہے۔ اور اب جماعت ختم ہونے والی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ہماری جماعت کو ایک دفعہ پھر اپنے مرکز میں جمع ہو کر عملاً یہ ثابت کرنے کا موقع عطا فرمایا کہ دشمن کا پراپیگنڈا غلط تھا۔ اور اس کی امیدیں جھوٹی اور باطل تھیں وہ لوگ جو اس قسم کا پراپیگنڈا کر رہے تھے وہ آئیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ کہ جماعت بغاوت پر آمادہ ہے یا پہلے سے بھی زیادہ عقیدت کا اظہار کر رہی ہے (نعرہ ہائے تکبیر)

اگر ایسے لوگوں میں ذرہ بھر بھی دیانت ہو۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع تو بڑی بات ہے۔ اگر انہیں حضور اکرمؐ کے غلاموں کی اتباع کی بھی کچھ توفیق مل سکے۔ تو انہیں اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھ کر اعتراف کر لینا چاہیئے کہ ان کا پراپیگنڈا غلط اور باطل تھا اور جماعت اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کی خاطر پہلے سے بھی زیادہ قربانی اور ایثار پر آمادہ ہے۔ گو ہم ماتحت کمزور ہیں اور بہت ہی کمزور ہیں۔ اور ہمارا دشمن ہر طرح کی طاقت رکھتا ہے۔ لیکن کاش وہ ہماری جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عملی سلوک کو دیکھ کر سمجھے کہ زمین و آسمان کا خدا اس جماعت کے ساتھ ہے جو دن بدن بڑھا رہا ہے۔ وہ تمام فتنوں کو ختم کر دے گا۔ اور ان تمام مخالفین کو ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ کر دے گا۔ جو خدا تعالیٰ کے نظام کے مقابل پر آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور نے فرمایا۔ آؤ آج ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ جس نے ہمیں اسلام کا نام زندہ کرنے کی خاطر یہاں جمع ہونے کی توفیق بخشی کیا بچے اور کیا بوڑھے کیا عورتیں اور کیا مرد۔ غرض ہماری جماعت کے تمام طبقوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ وہ اللھم لبیک۔ اللھم لبیک کہتے ہوئے اپنے مرکز میں آ جمع ہوئے۔ گو ہم میں سے بعض اپنی نسلوں کی صحیح تربیت کے بارے میں کسی قدر غفلت سے کام لے رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ احمدیوں کی نسلوں کو یہ توفیق دیتا چلا جائے گا۔ کہ وہ اپنی کمزوریوں اور غفلتوں کے باوجود اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھیں گی۔ اور دشمن انشاء اللہ ہمیشہ ہی اپنے ارادوں اور منصوبوں میں ناکام و نامراد رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور نے فرمایا میں نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے۔ اور ساری جماعت بھی ہر سال یہ مشاہدہ کر رہی ہے کہ جب بھی ہمیں مٹانے کی کوششیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور ترقی دی۔ اور جماعت کے ایمان اور اخلاص میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ کاش ہمارے مخالفین بھی اللہ تعالیٰ کی اس فعلی شہادت کو دیکھیں اور انہیں نظر آ جائے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کو دیکھتے ہوئے اس سال میں نے بار بار کارکنوں کو توجہ دلائی کہ اس سال مہمان زیادہ آئیں گے۔ اس لئے وہ انتظام کو بھی وسیع کریں۔ چنانچہ یہی ہوا۔ آج رات کو یہ حالت تھی۔ کہ عورتوں کی رہائش گاہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ گذشتہ سال ۲۵ر دسمبر کی رات کو کھانا کھانے والے مہمانوں کے لحاظ سے مہمانوں کی تعداد ۵۹ ہزار تھی لیکن اس سال اسی تاریخ کو ۶۷ ہزار سے بھی زیادہ مہمان تھے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ ہماری جماعت جب تک اپنے ایمان اور اخلاص کی حفاظت کرے گی۔ اللہ تعالیٰ یہی سلوک فرماتا رہے گا۔ یقیناً تم خدا کے لگائے ہوئے پودے ہو۔ جس کی جڑیں زمین میں ہیں۔ اور جس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر ہماری جماعت ایمان کی حفاظت کرے اور اسے اپنی آئندہ نسلوں میں منتقل کرتی چلی جائے۔ تو یقیناً وہ دن جلد آ جائے گا جب کہ تمہارے ذریعہ اسلام کو فتح نصیب ہوگی۔ تمہارے ذریعہ دنیا کی تمام عیسائی حکومتوں کو اپنا سر اسلام کے سامنے جھکانا پڑے گا۔

حضور نے احمدی مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

احمدی مستورات سے خطاب

رات رہائش کی دقت کی وجہ سے عورتوں کو کچھ تکلیف ہوئی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ انہیں اس تکلیف پر شکوہ کرنے کی بجائے شکر کرنا چاہیئے تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اتنی غیر معمولی ترقی بخشی ہے کہ جس کی توقع ہمارے مرکز کو نہ تھی۔ جس کی وجہ سے وہ رہائش کا پورا انتظام نہ کر سکا اور شکوہ کرنے والی مستورات مرکز کے کارکنوں کا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اندازہ نہ لگا سکے۔ میں سات آٹھ ماہ سے برابر کہہ رہا تھا۔ کہ دوسرے اندازوں اور مخالفین کی شرارت کی وجہ سے اس سال اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی ہوئی ہے۔ وہ ضرور کوئی غیر معمولی نشان دکھائے گا۔ لیکن پھر بھی ہمارے کارکنوں نے آنے والے مہمانوں کے متعلق صحیح رنگ میں انتظام نہ کیا۔

بس ایک طرف تو میں منتظمین کو کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا صحیح اندازہ لگا کر پورے سامان مہیا کرنے کی کوشش کریں کہ مہمانوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اور دوسری طرف میں آنے والے دوستوں کو کہتا ہوں۔ کہ انہیں اگر کوئی تکلیف محسوس ہو۔ تو اس پر شکوہ کرنے کی بجائے انہیں خوش ہونا چاہیئے کہ مہمان اتنی کثرت سے آئے ہیں کہ مرکز ان کے لئے مناسب انتظام نہ کر سکا۔ دیکھو یہ خدا کا کتنا فضل و احسان ہے۔ کہ چند سال قبل اس جگہ بالکل جنگل تھا۔ ربوہ کی ابتداء ہم نے صرف چند خیموں سے کی تھی۔ لیکن ایک قلیل عرصہ میں ہمیں اس نے یہاں ہر طرح آباد ہونے اور ایک پررونق بستی آباد کرنے کی توفیق دی۔ جبکہ باقی دنیا ابھی اجڑی ہوئی پڑی ہے۔

اب میں دعا کرتا ہوں۔ آپ سب میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اور دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے۔ اور ہمیں ہمیشہ اس کے فضلوں سے پوری طرح متمتع ہونے کی توفیق ملے۔ دعا میں ہندوستان کے احمدیوں کو بھی خاص طور پر یاد رکھیں اسی طرح افریقہ۔ امریکہ۔ انڈونیشیا بورنیو اور یورپ کی احمدی جماعتوں بالخصوص وہاں کے مبلغین کے لئے بھی دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت و نصرت فرمائے۔ اور ان کے ذریعہ اسلام کو غیر معمولی ترقی بخشے۔

اس کے بعد حضور نے لمبی اور پرسوز اجتماعی دعا فرمائی۔ اور پھر السلام علیکم کہہ کر واپس تشریف لے گئے۔ (الفضل مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۶ء)

خطبہ جمعہ

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں خدا تعالیٰ نے یہ گُر بتایا ہے کہ مومن ہمیشہ اور ہر حال میں خدا تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں

جماعت سے الگ ہونے والوں نے اپنے عمل سے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے منہ پھیر کر دوسروں کی طرف جھک رہے ہیں

خدا کو چھوڑ کر یہ جن سہاروں کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں وہ ہرگز ان کے کام نہ آئیں گے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳۰ رنومبر ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج

موسم کی خرابی

کی وجہ سے میری طبیعت خراب ہے۔ جب میں تندرست ہوتا تھا بلکہ ابتدائے جوانی میں بھی جب بیز ہوا چلتی تھی۔ تو میری طبیعت خراب ہو جاتی تھی۔ اور سر درد ہو جاتی تھی۔ اب تو میں بیمار رہوں اور کمزور ہوں۔ اس لئے لازماً جو چیز جوانی میں مجھے نقصان پہنچاتی تھی۔ اب زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ آج صبح سے ہی جب بھی ان گردوں سے نکلا جن کا رخ سیدھا کی طرف ہے۔ تو اس وقت سے ہی طبیعت میں گھبراہٹ اور کوفت محسوس ہو رہی ہے۔

میں نے ابھی

سورۂ فاتحہ

پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی زبان سے یہ الفاظ بیان کئے ہیں۔ کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ ان الفاظ میں مومن کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ دلیر اور بہادر ہوتا ہے ڈرپوک نہیں ہوتا۔ یہ نہیں ہوتا کہ کبھی وہ ایک طرف جھک جائے اور کبھی دوسری طرف۔ کبھی وہ اس کے آگے ہاتھ پھیلائے اور کبھی اس کے آگے بلکہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرتا ہے۔ اور اسی سے مدد مانگتا ہے نہ کبھی وہ غیر سے مدد مانگتا ہے نہ کبھی غیر کے آگے اپنی حاجات پیش کرتا ہے۔ اور نہ غیر کے آگے کمزوری دکھاتا ہے۔ بلکہ وہ

دائمی طور پر

ایک مقام پر کھڑا رہتا ہے اور اس سے کبھی نہیں ہٹتا۔ کیونکہ اس کا ایمان بصیرت پر مبنی ہوتا ہے۔ اور جس بات کو مانتا ہے ٹھیک سمجھ کر مانتا ہے۔ اور دلائل کے ساتھ مانتا ہے اور شرح صدر کے ساتھ مانتا ہے۔ یہ معیار ہمارے درمیان اور ان بعض لوگوں کے درمیان جو جماعت مبائعین سے روگردان ہو رہے ہیں فیصلہ کے لئے کافی ہے۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ آیا ان کے اندر وہی روح پائی جاتی ہے

جو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں بیان کی گئی ہے۔ یا کبھی وہ ہمیں خوش کرنے کے لئے ہماری طرف جھکتے ہیں۔ اور کبھی وہ یہ خیال کر کے کہ یہ تو ہمارے قابو میں نہیں آتے غیروں کی طرف جھک جاتے ہیں۔ کہ شاید وہ ان کی مدد کریں۔ میں کل ہی وہ خطوط دیکھ رہا تھا۔ جو ایسے لوگوں کی طرف سے آئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان میں سے بہتوں کی طرف سے ایسے خطوط آئے تھے جن میں

عجز و انکسار

کا اظہار تھا۔ اور اس بات کا اقرار تھا۔ کہ ہم تو آپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے وفادار ہیں۔ اور آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم پر یونہی الزام لگایا جا رہا ہے۔ کہ ہم آپ کے خلاف ہیں لیکن بعد میں انہی لوگوں نے ہمارے خلاف جلسے کئے۔ اخباروں میں مضمون لکھے اور پارٹیاں بنائیں۔ یہ بات بتاتی ہے کہ ان کا عمل اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر نہیں۔ کیونکہ اگر اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر ان کا عمل ہوتا ہمارے خلاف خیال رکھتے ہوئے وہ ہماری طرف رجوع کیوں کرتے اور اگر وہ واقعہ میں خدا تعالیٰ کے پرستار ہوتے اور ہماری طرف رجوع کرنے کے حالات ان کے دلوں میں پیدا ہوتے۔ تو پھر وہ غیروں کی طرف رجوع کیوں کرتے اور ان کی مدد حاصل کرنے کے لئے کوشش کیوں کرتے اور ان کی مدد حاصل کرنے کے لئے کوشش کیوں کرتے۔ آخر

سیدھی بات

ہے کہ اگر وہ ہمارے ہیں۔ تو وہ ہمارے غیر کی طرف نہیں جا سکتے۔ اور اگر وہ ہمارے غیر کے ہیں۔ تو ہماری طرف نہیں آ سکتے۔ مگر ان کے خطوط ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایک وقت میں وہ ہماری طرف آئے۔ اور ان کے مضامین اور ان کی کیٹیاں یہ بتاتی ہیں۔ کہ دوسرے وقت

میں غیروں کی طرف گئے۔ اس لئے وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر قائم نہ رہے۔ بلکہ نقصان پر ان کی نظر ہوئی۔ اور اسی طرح وہ سورۂ فاتحہ کے بتائے ہوئے گُر کے خلاف چل پڑے۔ پس یہی بات ان کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے۔ اگر وہ سچے ہوتے تو خواہ کچھ بھی ہوتا ہمارے پاس تو کوئی طاقت نہیں ہے لیکن اگر ان کی حکومت سے بھی ٹکر ہو جاتی۔ اور ان کے سروں پر آرہ رکھ کر انہیں چیر دیا جاتا تب بھی وہ یہی کہتے کہ ہمیں اس جماعت اور اس کے اصولوں سے نفرت ہے۔ اور اگر واقعہ میں ان کے

دلوں میں ایمان

ہوتا تو چاہیے تھا کہ ان کے سروں پر آرہ رکھ کر انہیں چیر دیا جاتا۔ وہ کبھی جماعت کے دشمنوں سے نہ کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں بلکہ چاہیئے تھا کہ یہ کہتے کہ ہم پر کتنا ہی ظلم کیا جاتا وہ بہادری کے ساتھ جیسا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید نے نمونہ دکھایا تھا کھڑے رہتے۔ اور کہتے مارنا ہے تو مار لو۔ آخر تم ہمیں کتنی دفعہ مارو گے۔ ۱۹۵۳ء میں فساد ہوا۔ تو سیالکوٹ کی ایک احمدی عورت کو لوگوں نے پکڑ لیا۔ اور اسے مارنا شروع کیا۔ اس نے کہا تم بے شک مجھے مار دو۔ آخر تم کتنی دفعہ مجھے مار دو گے۔ میری ایک ہی جان ہے وہ لے لو۔ لیکن میں صداقت کو قبول کر چکی ہوں اس لئے میں اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ وہ بڑی بہادری کے ساتھ دشمنوں میں سے گزرتی ہوئی یہاں پہنچ گئی۔ اور ہمیں آکر اطلاعات دیں۔ تو جو شخص واقعہ میں دل میں ایمان رکھتا ہے اسے نہ کوئی لالچ راستہ سے ہٹا سکتی ہے۔ اور نہ کوئی خوف راستہ سے ہٹا سکتا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر ظلم کیا جاتا ہے یا ان کو ہم سے خوف ہے۔ لیکن مومن تو خوف کی پرواہ نہیں کیا کرتا۔ پھر غیر کی طرف ان کا جانا بتاتا ہے۔ کہ یہ لوگ ان سے کسی فائدہ کا لالچ رکھتے ہیں۔ اور مومن تو کسی لالچ کی پرواہ نہیں کیا کرتا۔ چاہیے اسی کو

دنیا کی بادشاہت

ہی کیوں نہ مل جائے۔ تب بھی وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور صداقت پر قائم رہتا ہے۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو پیشکش کفار مکہ نے ابو طالب کی معرفت کی تھی۔ وہ تو ان کو نہیں ہوئی۔ اس جماعت میں بھی ایک بے حقیقت شخص نے ان کو کہہ دیا کہ ہمارا پلیٹ فارم مساعد روپیہ اور جماعتی تنظیم تمہاری تائید میں ہے۔ اور یہ اسی کی لالچ میں آ گئے۔ مگر اس کی تو کوئی حیثیت اپنی جماعت میں بھی نہیں ہے۔ اگر اپنی جماعت میں اس کی کوئی حیثیت ہوتی۔ تو اس کا پلیٹ فارم۔ اس کا روپیہ اور ان کی تنظیم ضرور ہی محمد علی صاحب کو بھی نصیب نہ ہوتی۔ آخر وہ بتائے تو سہی کہ وہ مرکز کو کتنا روپیہ دیتا ہے۔ وہ وکیل ہے۔ اور اس سے ... ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ ہمارا

ایک غریب آدمی

جس کی آمد اس سے نصف ہے وہ اس سے زیادہ چندہ دیتا ہے۔ وہ ذرا اپنا مقابلہ ہمارے آدمیوں سے تو کر کے دیکھے۔ کہ ہمارے افراد کتنی قربانی کر رہے ہیں۔ میرا ایک باڈی گارڈ ہے۔ جس کو ۔۔۔ روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔ اس نے تحریک جدید میں ۱۴۰ روپیہ چندہ لکھوایا ہے۔ اس کے ساتھ اگر صدر انجمن احمدیہ کا چندہ بھی ملا لیا جائے۔ تو اگر وہ وصیت کرنے والا ہے تو سارھے سات روپیہ ماہوار وہ ہو گا۔ گویا ... روپیہ سال کے بن گئے۔ یہ اور

تحریک جدید کا چندہ

دونوں ملا کر ۲۳۰/۱ روپیہ ہو گئے۔ اور اگر وہ وصیت کرنے والا نہیں ہو۔ تب بھی ۱۱۵/۱ روپیہ سالانہ وہ چندہ عام دیتا ہو گا۔ اور تحریک جدید کو چندہ ملا کر ۱۵۹ روپے ہو جائیگا۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ تیرہ روپیہ سے زیادہ ماہوار چندہ دیتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہمارا پلیٹ فارم اور ہماری تنظیم اور ہمارا روپیہ تمہاری تائید میں ہے۔ اس کی آمد چھ سات سو روپے ماہوار سے کم نہیں ہو گی۔ لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ۱۳ روپے ماہوار چندہ اپنی انجمن کو دیتا ہے۔ جو میرا ایک باڈی گارڈ جس کی آمد اس کی آمد سے دسواں حصہ بھی نہیں ہے دے رہا ہے۔ اگر وہ اتنا چندہ دیتا ہے۔ تو وہ اسے ثابت کرے۔ لیکن اگر وہ ان لوگوں کو بھی اتنا چندہ نہیں دیتا۔ جن کا وہ حصہ ہے۔ تو وہ ان لوگوں کو کیا دے گا۔ جو فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ

محض دھوکہ

ہے اسی طرح جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں منافق یہود یوں سے کہا کرتے تھے کہ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَاِنْ قُوتِلْتُمْ

لننعصرنکم (حشر ع ۲) یعنی اگر تم کو شہر سے نکالا گیا۔ تو ہم بھی تمہارے ساتھ شہر سے نکل جائیں گے۔ اور اس بارہ میں کسی کی بات نہیں مانیں گے اور اگر تم سے قتال کیا گیا۔ تو ہم بھی تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے قتال کریں گے۔ لیکن کیا کسی تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ انہوں نے کوئی روپیہ یہودیوں کو چندہ کے طور پر دیا ہو۔ یا انہوں نے ان کے ساتھ مل کر کبھی قتال میں حصہ لیا ہو۔ تاریخ میں

صرف ایک ہی مثال

ملتی ہے کہ ایک دفعہ وہ یہودیوں کے ساتھ مل کر لڑائی میں آئے۔ لیکن پھر وہ انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور یہ غزوہ احزاب میں ہوا۔ جس وقت جنگ تیز ہوئی منافق سب الگ ہو گئے۔ بلکہ ان میں سے بعض یہودیوں کے اندر ریشہ دوانیاں کرنے لگ گئے۔ پس اگر ان لوگوں کا کہنا سچ ہے کہ ہمارا سٹیج تمہاری تائید میں ہے۔ ہمارا روپیہ تمہاری تائید میں ہے اور ہماری تنظیم تمہاری تائید میں ہے۔ تو وہ پہلے یہ بتائیں کہ اپنی عزت رکھنے کے لئے انہوں نے ان منافقوں کے سپرد کچھ کیا ہے یا نہیں۔ اگر اور کچھ نہیں تو وہ اپنا ووکنگ مشن ہی ان کے سپرد کر دیتے۔ پھر ہم مان لیتے۔ کہ انہوں نے سچ کہا ہے۔ یا جتنا چندہ پیغامی انجمن اشاعت اسلام کو دیتے ہیں۔ اتنا چندہ وہ ان لوگوں کو بھی دے دیتے ہیں۔ مثلاً

فرض کرو

انجمن اشاعت اسلام کا چندہ پچاس ہزار یا لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ تو پچاس ہزار یا لاکھ روپیہ سالانہ انہیں بھی مل جاتا۔ تا یہ کچھ کام کر کے دکھاتے یا کام کر کے نہ دکھاتے۔ تو وہ اسے کھا ہی لیتے۔ اور ہم تو یہی امید رکھتے ہیں۔ کہ اگر پیغامی انہیں روپیہ دیتے۔ تو وہ کھا جاتے۔ لیکن کم از کم ان کی سچائی تو ثابت ہو جاتی۔ کہ ہمارا سٹیج ہماری تنظیم اور ہمارا روپیہ تمہاری تائید میں ہے۔ سٹیج تو اس طرح ان کی تائید میں ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنا ووکنگ مشن ان منافقوں کے حوالہ کر کے دکھا دیں۔ ہم مان جائیں گے۔ کہ یہ لوگ سچے ہیں۔ پھر جب ہم کہیں گے۔ کہ

ہم تبلیغ کرتے ہیں

تو جماعت سے نکلنے والے بھی کہہ سکیں گے۔ کہ ہم بھی تبلیغ کرتے ہیں۔ لیکن اب تو کشتی کی طرح ان پر یہی مثال صادق آتی ہے کہ سو گز وار دوں گز پھر نہ پھاڑ دوں۔ یعنی منہ سے تو یہ کہتی ہوں کہ اس پر سو گز قربان لیکن جب پھاڑنے کا وقت آئے۔ تو میں ایک گز بھی پھاڑنے کے لئے

تیار نہیں ہوتی۔ اسی طرح یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری تنظیم ان الگ ہونے والوں کی تائید میں ہے اگر واقعہ میں ان لوگوں کی تنظیم ان لوگوں کی تائید میں ہے۔ تو وہ کیوں مولوی صدر الدین صاحب کو چھوڑ کر ان میں سے کسی کو اپنا امیر نہیں بنا لیتے اور اگر ان کا سٹیج ان کی تائید میں ہے۔ تو کیوں وہ ووکنگ مشن کو انجمن اشاعت اسلام سے لے کر ان لوگوں کے سپرد نہیں کر دیتے۔ اگر ان کا روپیہ ان کی تائید میں ہے۔ تو کیوں وہ نہیں کرتے۔ کہ جتنا چندہ وہ انجمن کو دیتے ہیں۔ اتنا ہی چندہ وہ ان کو بھی دیا کریں۔ تاکہ وہ دونوں برابر مقام پر آ جائیں اور ان کو بھی تسلی ہو جائے۔ اگر وہ ایسا کر دیں۔ تو یہ ان کی سچائی کا ثبوت ہوگا۔ ورنہ جب تک وہ یہ نہیں کرتے۔ ان کی یہ باتیں محض منہ کی لاف زنی ہیں۔ اور اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے لئے ہنسی اور حقارت کا موجب بن جائیں گے

خدا تعالیٰ کے فرشتے

بھی کہتے ہوں گے۔ کہ کس جوش سے یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہمارا سٹیج حاضر ہے۔ لیکن سٹیج دیتے نہیں۔ مثلاً پہلے تو یہ کریں۔ کہ اب عنقریب ان کا جلسہ سالانہ ہونے والا ہے اس میں جتنے لوگ پہلے تقریریں کیا کرتے تھے ان کی تقریریں منسوخ کر کے ان لوگوں کی تائید میں ہے۔ تو پھر انجمن کی اکثر ممبریاں ان لوگوں کو دیدیں۔ کیونکہ جب تنظیم ان کے سپرد کی گئی ہے۔ تو کچھ ممبریاں ان کو بھی ملنی چاہئیں۔ میراثی والا کام تو نہ کریں۔ جس کے متعلق مشہور ہے۔ کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے کسی یجمان نے ایک گائے اسے تحفہ کے طور پر دی ہے اس پر ایک اور یجمان نے اسے خواب میں کہا۔ کہ تمہارے پاس گائے ہے۔ میراثی نے کہا۔ ہاں ہے۔ کہنے لگا۔ تم میرے پاس بیچ دو۔ میراثی نے کہا۔

دس روپے

دے دو۔ میں گائے دے دیتا ہوں۔ اس یجمان نے کہا۔ دس روپے بہت ہیں۔ چار آنے لے لو۔ میراثی کہنے لگا۔ چار آنے۔ بھلا چار آنے میں بھی کبھی گائے آتی ہے۔ یجمان نے کہا۔ تمہیں بھی تو مفت ملی ہے۔ میراثی نے کہا۔ مفت تو ملی ہے۔ لیکن ہے تو گائے۔ اس پر اس نے کہا۔ پانچ آنے لے لو۔ میراثی نے کہا۔ میں پانچ آنے نہیں لوں گا۔ بھلا کبھی گائے بھی پانچ آنے میں آتی ہے۔ دوسرا شخص کہنے لگا۔ تمہیں بھی تو مفت ملی ہے۔ میراثی نے کہا۔ مفت بے شک ملی ہے۔ لیکن مفت ملنے کی وجہ سے

گائے میں تو فرق نہیں پڑ جاتا۔ وہ کہنے لگا۔ اچھا ساڑھے پانچ آنے لے لو۔ میراثی کہنے لگا دس نہیں تو نو دے دو۔ پھر وہ یجمان کہنے لگا۔ اچھا چھ آنے لے لو۔ میراثی نے کہا اچھا نو بھی نہیں تو آٹھ دے دو۔ یجمان نے کہا ساڑھے چھ آنے لے لو۔ میراثی اور نیچے آ گیا اور کہنے لگا چلو۔ سات روپے ہی دے دو۔ غرض اسی طرح یجمان بڑھتے بڑھتے آٹھ آنہ تک پہنچا۔ اور میراثی ایک روپیہ پر آ گیا۔ اور کہنے لگا۔ اگر تم اصرار ہی کرتے ہو۔ تو ایک روپیہ دے دو۔ یجمان نے پھر بھی اٹھنی پر اصرار کیا۔ اتنے میں اس کی آنکھ کھل گئی۔ میراثی نے دیکھا نہ گائے کھڑی ہے اور نہ پیسہ ہے۔ اس نے جھٹ آنکھیں بند کر لیں۔ اور کہنے لگا۔ یجمان اچھا اٹھنی ہی دے دو۔ اب بھلا وہ یجمان کہاں سے آئے۔ جو اسے اٹھنی دے جاتا۔

یہی حال ان کا ہے

منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہماری تنظیم تمہاری تائید میں ہے۔ ہمارا سٹیج تمہاری تائید میں ہے۔ ہمارا روپیہ تمہاری تائید میں ہے۔ لیکن دیتے کچھ بھی نہیں۔ آخر کچھ دیں تو ان بیچاروں کو کچھ پتہ بھی لگے۔ کہ واقعی یہ ان کی امداد کر رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اگر ان کی تنظیم ان منافقوں کی تائید میں ہے۔ تو انجمن کے پہلے ممبروں سے استعفیٰ دلوائیں۔ اور ان کی جگہ ان کو ممبر بنائیں۔ اگر ان کی اسٹیج ان کی تائید میں ہے۔ تو ووکنگ اور ہالینڈ مشن ان کے حوالہ کر دیں۔ اور نام نہاد برلن مشن بھی ان کے حوالہ کر دیں۔ اور کہیں تم ان مشنوں کو چلاؤ تاکہ تمہاری عزت بھی دنیا میں قائم ہو جائے اور اگر تمہارا روپیہ ان کے پیچھے ہے۔ تو کم از کم اتنا چندہ تم انجمن اشاعت اسلام کو دیتے ہو۔ اتنا ہی ان کو بھی دو۔ آخر تم اپنا سارا روپیہ تو انجمن اشاعت اسلام کو نہیں دیتے۔ بلکہ اس میں سے کچھ روپیہ اسے دیتے ہو۔ اتنا روپیہ تم ان کو بھی دے دو۔ تاکہ ان کی بھی

کچھ نہ کچھ حیثیت

تو بن جائے۔ اول تو یہ چاہیئے تھا کہ تمہارا سارا روپیہ انہیں ملے۔ یعنی اگر تم چھ سو روپیہ ماہوار کماتے ہو تو چھ سو کا چھ سو ہی انہیں دے دو، اور اگر بیوی بچوں کے لئے بھی کچھ رکھنا ہے تو تین سو بیوی بچوں کے لئے رکھ لو۔ اور تین سو ان لوگوں کو دے دو۔ اگر تمہارے چندے حقیر ہیں۔ تو حقیر ہی سہی۔ مگر اتنے حقیر چندے ان کو بھی تو دو۔ تاکہ تمہارا روپیہ بھی ان کا ہو جائے۔ تمہاری سٹیج بھی ان کی ہو جائے اور

تمہاری تنظیم بھی ان کی ہو جائے۔ غرض تنظیم ان کی تائید میں ہے کا یہ ثبوت ہے کہ اپنے تمام ممبروں سے استعفیٰ دلواؤ اور ان کی جگہ ان لوگوں کو ممبر بناؤ، جو ہماری جماعت سے الگ ہو گئے ہیں۔ اور روپیہ ان کی تائید میں ہونے کا ثبوت یہ ہے۔ کہ جتنا چندہ تم انجمن اشاعت اسلام کو دیتے ہو۔ کم از کم اتنا چندہ تم ان لوگوں کو بھی دو۔ اور اسٹیج ان کی تائید میں ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ

آئندہ جلسہ سالانہ

پر اپنے پہلے سب لیکچراروں کو ختم کرو۔ اور ان کی جگہ ان لوگوں کو لیکچرار مقرر کرو۔ اور باہر کے مشن جو تمہارے ہیں۔ ان کے حوالے کرو۔ ہالینڈ مشن تو ماتحت میاں محمد صاحب کا ہے۔ ووکنگ کا مشن ان کے پاس ہے اگرچہ ووکنگ مشن کے مشنری انچارج نے اس بات سے انکار کر دیا ہے۔ کہ اس مشن کا انجمن اشاعت اسلام سے کوئی تعلق ہے۔ مگر انجمن اشاعت اسلام والے کہتے ہیں کہ ہمارا اس سے تعلق ہے۔ اور وہ مشن ہمارا ہے۔ بہرحال یہ مشن ان کے حوالے کر دو۔ پھر پتہ لگے۔ کہ تمہاری اسٹیج ان لوگوں کی تائید میں آ گئی ہے۔ یا مولوی صدر الدین صاحب کو امارت سے برطرف کر دو اور ان کی جگہ ان لوگوں میں سے کسی کو امیر مقرر کر دو تاکہ تم کہہ سکو۔ کہ دیکھ لو۔ ہماری اسٹیج ان لوگوں کے قبضہ میں چلی گئی ہے۔ لیکن جب تک ایسا نہیں ہوتا۔ اس وقت تک تمہاری ساری باتیں وہی ہیں۔ جو مدینہ کے منافقوں نے یہودیوں سے کہی تھیں۔ کہ لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احداً ابداً۔ وان قوتلتم لننصرنکم اگر تم کو شہر سے نکالا گیا۔ تو ہم بھی تمہارے ساتھ مل کر شہر سے نکلیں گے۔ اگر تم سے قتال ہوا۔ تو ہم تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑیں گے۔ کیونکہ منہ سے تو ان لوگوں نے بھی کہہ دیا ہے۔ کہ ہمارا سب کچھ تمہارا ہے۔ لیکن بات وہی کی وہی ہے۔ منافقوں کو کچھ ملا نہیں۔ ان کی مثال بالکل اس میراثی کی طرح ہے۔ جس کا واقعہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ کہ یجمان نے اسے کہا اٹھنی لے لو۔ لیکن اس نے دیا کچھ بھی نہیں۔ پھر آنکھ کھلی۔ تو اس نے جھٹ آنکھیں بند کر لیں۔ اور ہاتھ بڑھا کر کہا اچھا اٹھنی ہی دے دو۔ اسی طرح یہ لوگ بھی آنکھیں بند کر کے پیغام صلح کے مضمون نگار کہیں گے۔ اچھا جتنا چندہ تم انجمن اشاعت اسلام کو دیتے ہو اتنا ہمیں دے دو۔ یا اس سے آدھا ہی دے دو۔ اور پھر ووکنگ مشن سارے کا سارا نہیں دیتے۔ تو آدھا ہی دے دو۔ یعنی چار امام بھی اپنے ساتھ رکھ لو۔ اور کہو یہ لوگ بھی ہمارے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ اور انجمن اشاعت اسلام میں اگر ساری تنظیم ہمیں نہیں دیتے۔ تو چلو آدھی ممبریاں ہی ہمیں

دے دو۔ گروہ دیں گے کچھ نہیں۔ درحقیقت یہ سب باتیں ہیں جس سے ان لوگوں کے جھوٹا ہونے کا ثبوت مل رہا ہے۔ پس ایاک نعبد و ایاک نستعین میں خدا تعالیٰ نے یہ گر بتایا ہے کہ مومن ہمیشہ خدا تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں۔ کسی انسان پر نہیں۔ لیکن جماعت سے الگ ہونے والوں نے اپنے عمل سے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ہر طرف ہاتھ مارتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ انہیں ملا کچھ نہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ

اصل دینے والا خدا ہے

جب یہ اس سے منقطع ہو گئے۔ تو خدا تعالیٰ نے بھی اُن سے منہ پھیر لیا۔ اور انہوں نے اپنا اندرونہ اس طرح ظاہر کر دیا۔ کہ کبھی ہم سے مانگنے آ گئے۔ اور کبھی غیروں کے پاس چلے گئے۔ لیکن نہ انہیں ہم سے کچھ ملا۔ اور نہ غیروں سے۔ گویا میراثی کی گائے کی طرح جو خواب میں اسے ملی تھی۔ اس کی نہ تو ایک روپیہ قیمت ملی۔ اور نہ اٹھنی ملی۔ اب آنکھیں بند کر کے گجرات کی طرف ہاتھ بڑھا کر یہ لوگ کہیں گے کہ اچھا اٹھنی ہی دے دو۔ لیکن اٹھنی چھوڑ انہیں چونی بھی نہیں ملے گی۔ بلکہ وہ تسلی رکھیں کہ چونی نہیں انہیں ایک آنہ بھی نہیں ملے گا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر میں کہتا ہوں کہ ایک آنہ تو کیا انہیں دو پیسے بھی نہیں ملیں گے۔ اور ان کی وہی مثال ہو گی کہ

"آں سوراندہ و وازاں سو درماندہ"
ادھر سے بھی گئے اور ادھر سے بھی گئے ؎
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھی خفا کر لیا اور دنیا کی طرف جو نگاہ انہوں نے ڈالی تھی۔ وہاں سے بھی کچھ نہ ملا۔ اپنی غلط امیدوں کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ یہ لوگ توبہ سے محروم ہو جائیں گے۔ اور جب ان پر موت آئے گی تو اس وقت افسوس سے کہیں گے۔ کہ ہم نے خدا کو تو چھوڑا ہی تھا۔ یہ لوگ جو کہتے تھے۔ کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان میں سے بھی کسی نے ہماری مدد نہ کی۔ اور ہم ویسے کے ویسے ہی ناکام و نامراد رہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ جماعت میں جب یہ لوگ تھے۔ تو گو جماعت میں کوئی بڑا عہدہ انہیں نہیں ملا تھا۔ لیکن بہرحال وہ کچھ تو تھے۔ جماعت کے کچھ دوست ایسے تھے۔ جن کے دل انہیں دیکھ کر اچھلنے لگتے تھے۔ اور انہیں دیکھ کر ان سے بغلگیر ہونے کے لئے آگے بڑھتے تھے۔ مگر اب وہ بغلگیر ہونا بھی گیا۔ اور وہ محبت اور پیار بھی گیا۔ اب ایسے لوگ رہ گئے۔ جو منہ سے تو کہتے ہیں کہ آؤ تم ہمارے ہو۔ لیکن ان کی آنکھوں سے شرارت ٹپکتی ہے۔ اگر ان کا بس چلے۔ تو وہ انہیں جہنم داخل کر دیں۔ اور اگر ۵۳ء والے فسادات پھر ہو گئے۔ تو یہی لوگ جو

ہم سے جدا ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے غیر احمدیوں کے ہاتھوں اس کا شکار ہوں گے۔ اور غیر احمدی کبھی نہیں مانیں گے کہ یہ احمدیت چھوڑ چکے ہیں بلکہ ان کو طعنہ دیں گے۔ کہ تم پوشیدہ پوشیدہ احمدیوں سے تعلق رکھتے تھے چنانچہ جب

گذشتہ فسادات

کی انکوائری ہوئی۔ تو گجرات کا ایک وکیل ہماری طرف سے پیش ہوا۔ مسٹر جسٹس منیر نے اسے بڑے جوش سے کہا۔ کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم احراریوں کے ساتھ کھڑے ہو۔ اگر تم ان لوگوں کے ساتھ ہو۔ تو وجہ کیا ہے۔ کہ جب لوگ ربوہ والوں پر ظلم کر رہے تھے۔ تم پر بھی کر رہے تھے۔ اگر یہ لوگ واقع میں تمہارے خیر خواہ تھے تو مولوی صدر الدین صاحب نے پولیس میں کیوں رپورٹ کی تھی۔ کہ ہمیں حملہ آوروں سے بچا دیا جائے۔ اگر تم ان لوگوں کے ساتھ تھے۔ تو یہ تمہارے گھروں پر حملے کیوں کرتے تھے۔ اور تم کو پولیس میں رپورٹ دینے اور اس سے مدد طلب کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔ اور پھر غصہ سے جہاں ہماری جماعت والے بیٹھے تھے۔ ان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے۔ جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر بیٹھو۔ لیکن اب لکھتے ہیں۔ کہ ہم نے ان دنوں جماعت کی بڑی مدد کی۔ اگر انہوں نے ہماری جماعت کی مدد کی ہوتی۔ تو انکوائری کے وقت ہمارے ساتھ کیوں نہ بیٹھتے۔ اور جسٹس منیر انہیں جھڑکتے کیوں۔ اور یہ کیوں کہتے کہ جاؤ اور ان کے ساتھ بیٹھو۔ انہیں تو خود دیکھنا چاہئے تھا۔ کہ ان لوگوں میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں پس فسادات کے دنوں میں تو یہ اپنی جانیں بچاتے پھرتے تھے۔ انہوں نے ہماری مدد کیا کرنی تھی۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی شخص مرغ کو ذبح کر رہا ہو۔ اور فرض کرو۔ مرغ کو زبان مل جائے۔ تو وہ کہے۔ میں اس وقت تمہاری جان بچا رہا ہوں۔ جو آپ ذبح ہو رہا تھا اس نے ہماری جان کیا بچانی تھی۔ وہ تو آپ خطرہ میں تھے۔ لیکن جب شور دب جاتا ہے۔ تو بعض لوگ ان کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں اور بعض اس پر خوش ہو جاتے ہیں۔ کہ فلاں نے ہماری تعریف کی اور یہ نہیں جانتے۔ کہ اگر کبھی خطرہ کا وقت آیا تو وہ لوگ ان کی ایسی ہی مخالفت کریں گے جیسی ہماری کر رہے ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر آئندہ کوئی خطرہ کا وقت آیا۔ تو لوگ ان کی مخالفت ہماری نسبت زیادہ کریں گے۔ مولوی ظفر علی صاحب اب تو فوت ہو گئے ہیں۔ وہ اپنی زندگی میں غیر مبایعین کا ذکر کرتے ہوئے عام طور پر کہا کرتے تھے۔ کہ قادیان والے اور لاہوری احمدی در اصل ایک ہی ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں

ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان میں سے ایک دمشقی ہیں۔ اور ایک اندلسی ہیں (ارمغان قادیان ص۳، ص۲۹، ص۹۱، ص۱۷۵، وص۱۸۹)

لو

حقیقت یہ ہے

کہ پیغامی چاہے دوسرے لوگوں کو خوش کرنے کی کتنی کوشش کریں۔ وہ خوش نہیں ہوں گے یوں کسی اخبار کا کوئی اعلان کر دینا اور بات ہے۔ مثلاً نوائے پاکستان نے کوئی مضمون شائع کر دیا۔ یا سفینہ نے شائع کر دیا۔ تو اس سے کیا بنتا ہے۔ انہوں نے تو اپنے کالم پُر کرنے ہیں سوال تو یہ ہے۔ کہ نوائے پاکستان یا سفینہ نے ان لوگوں کو کبھی دو چار ہزار یا دس ہزار دیا بھی ہے؟ اگر پھر بھی یہ لوگ بولیاں چھڑتے ہی پھر رہے ہیں۔ تو ان اخبارات کے خالی ایک نوٹ شائع کر دینے سے کیا بنتا ہے۔ آخر یہ دونوں روزانہ اخبار ہیں۔ اور ان میں سے بعض کہتے ہیں۔ کہ ہماری چھ چھ ہزار بھی اشاعت سمجھ لی جائے۔ تو ایک اخبار پچیس روپے فی خریدار لیتا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ کوئی

اڑھائی لاکھ روپیہ

سالانہ کی آمدن ہے۔ اگر سوا دو لاکھ روپیہ بھی اخبار چلانے اور دفتر کے اخراجات پر خرچ ہو جائے۔ تو پھر بھی بیس پچیس ہزار بچ جاتا ہے۔ اس بیس پچیس ہزار میں سے دس پندرہ ہزار ہی وہ ان کے حوالہ کر دیں۔ تو ہم مان لیں۔ کہ یہ لوگ ان کے

خیر خواہ

ہیں۔ لیکن انہوں نے ان کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ان کے دلوں میں ان کے لئے کوئی

احساس ہمدردی

نہیں۔ اگر ان کے دلوں میں احساس ہمدردی ہوتا تو وہ انہیں کچھ دیتے۔ ہماری جماعت کو دیکھ لو۔ اس کا غریب سے غریب آدمی بھی چندہ دیتا ہے۔ کیونکہ اسکے دل میں ایمان ہے اور چندہ دے کر دل میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ اگر وہ چندہ نہیں دیتا تو لاکھوں روپیہ کا خرچ کہاں سے چلتا ہے۔ یہ خرچ اسی جماعت کے چندوں سے چلتا ہے جو دنیا میں مفلس و قلاش سمجھی جاتی ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بدء الاسلام غریباً وسیعود غریباً یعنی پہلے بھی ایسے ہی لوگ ، نے

اسلام کی مدد

کی تھی جو اپنے ملک اور وطن میں رہتے ہوئے بھی بے وطن تھے اور آئندہ بھی ایسے ہی لوگ اسلام کی مدد کریں گے۔ غریب کے معنے عربی زبان میں مفلس کے نہیں ہوتے بلکہ مسافر اور بے وطن کے ہوتے ہیں۔ مگر مسافر سے یہ مراد نہیں کہ وہ لوگ کہیں باہر سے آئے تھے بلکہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہؓ تھے تو مکہ کے ہی۔ لیکن مکہ والوں کو ان سے اس قدر دشمنی تھی کہ وہ ان سے ایسا سلوک کرتے تھے۔ کہ گویا کہیں باہر سے آئے ہیں۔ اور ان کے قابو آ گئے ہیں۔ گویا ابتداء میں بھی انہی لوگوں نے اسلام کی مدد کی جو اپنے وطن میں رہتے ہوئے بھی بے وطن تھے۔ اور آخری زمانہ میں بھی اسلام کی وہی لوگ مدد کریں گے جو اپنے وطن میں بے وطن ہوں گے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ ہر روز جلسے ہوتے ہیں۔ حکومت سے کہا جاتا ہے۔ کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دے دو یعنی انہیں

وطن میں بے وطن

کر دو۔ یہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ گویا احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر کے یہ لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہیں۔ ہمیں تو خوشی ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے جب یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دیدیا جائے۔ تو ہمیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد آ جاتی ہے کہ بدء الاسلام غریباً وسیعود غریباً یعنی آخری زمانہ میں وہ لوگ اسلام کی مدد کریں گے۔ جو اپنے وطن میں بے وطن ہوں گے۔ پس جتنا بھی شور مچایا جاتا ہے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دے دو۔ اتنی ہی ہمیں خوشی ہوتی ہے۔ کہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

کو پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ بدء الاسلام غریباً وسیعود غریباً۔ اسلام تو کوئی جاندار چیز نہیں۔ جو مسافر ہو یا غریب ہو۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی اشاعت کرنے والے غریب ہوں گے۔ اور وطن میں رہتے ہوئے بے وطن ہوں گے۔ پھر ان الفاظ میں اس طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ اسلام ان لوگوں کے ہاتھ سے پھیلے گا جو اپنا وطن چھوڑ کر اسلام کی تبلیغ کریں گے۔

اب دیکھ لو۔ وطن چھوڑ کر اسلام کی تبلیغ کرنے والے بھی صرف احمدی ہی ہیں۔ ورنہ دوسرے مولوی تو مسجدوں میں بیٹھے ہیں۔ یا اپنے گھروں میں اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں میں بیٹھے ہیں۔ وہ لوگ جو وطن چھوڑ کر اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ وہ صرف احمدی ہی ہیں۔ گویا مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی احمدیوں کے ذریعہ سے ہی پوری ہو رہی ہے۔ پس مخالف جتنا بھی شور ہمارے خلاف مچاتے ہیں۔ اتنا ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہمارا

ایمان اور یقین

بڑھتا ہے۔ اللہ تعالے ہمارے مخالفوں کے مونہوں سے ایسی باتیں نکلوا دیتا ہے جس کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور بھی روشن ہو جاتی ہے۔ اور قرآن کریم پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھتا چلا جاتا ہے اور ہمیں اطمینان ہوتا ہے۔ کہ جس خدا نے ۱۴۰۰ سال پہلے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمارے وطن میں بے وطن ہونے کی خبر دی تھی۔ وہ آج بھی کیوں نہیں دیکھ رہا۔ پس ہمارے

دلوں کو تسکین

ہوتی ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ۱۴۰۰ سال پہلے ہمارا ذکر کرنے والا خدا آج بھی ہمارا ذکر کرے گا۔ اور جب خدا تعالے نے ہمارا ذکر کرے گا۔ تو وہ صرف آسمان پر ہی ذکر نہیں کرے گا۔ بلکہ زمین پر بھی کرے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالے کسی بندہ سے محبت کرتا ہے۔ تو آسمان پر جبرئیل سے کہتا ہے کہ فلاں بندہ سے میں محبت کرتا ہوں۔ پھر جبرئیل اپنے نچلے فرشتوں سے کہتا ہے کہ خدا تعالے اس بندہ سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر وہ فرشتے اپنے ماتحت اور نچلے درجہ کے فرشتوں کو اس بات کی تلقین کرتے ہیں یہاں تک کہ ہوتے ہوتے یوضع لہ القبول فی الارض ساری دنیا میں اس کی مقبولیت پھیلا دی جاتی ہے۔ تو جس خدا نے ۱۴۰۰ سال پہلے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو

ہمارے متعلق

خبر دی تھی تو لازماً وہ اب بھی ہمارا ذکر کرے گا اور جبریل دوسرے فرشتوں میں اُسے پھیلائے گا۔ اور نچلے فرشتے اپنے ماتحت فرشتوں میں اسے پھیلائیں گے۔ اور پھر فرشتے زمین والوں کو اس کی تلقین کریں گے۔ یہاں تک کہ زمین والے ہم لوگوں کو وطن دے دیں گے اور آپ بے وطن ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب اللہ تعالے کسی کی

محبت دل میں ڈال دیتا ہے۔ تو اس کو لوگ اپنے آپ پر مقدم کر لیتے ہیں۔ مدینہ والوں کو دیکھ لو۔ مکہ سے لوگ ہجرت کر کے وہاں گئے اور انصار نے اپنے گھر انہیں دیدیئے اور ان کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایک انصاری نے اپنے مہاجر بھائی سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں۔ تم ان میں سے ایک کو پسند کر لو میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں۔ تم اس سے شادی کر لینا۔ پھر وہ لوگ اپنی جائدادیں تقسیم کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ بلکہ

احادیث میں آتا ہے

کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کچھ دینا چاہا۔ تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے بھائیوں کو دے دیجئے۔ پس اللہ تعالے کی طرف سے جب دنیا میں کسی کی محبت پھیلائی جاتی ہے تو لوگ اس کے لئے ایسی ایسی قربانیاں کرتے ہیں۔ کہ قریب کے رشتہ دار دل میں بھی وہ قربانی نہیں پائی جاتی وہ صرف منہ سے نہیں کہتے کہ تم کا ئے کی الٹی لے لو۔ بلکہ وہ عملاً بھی دیتے ہیں۔ صرف اخبار میں یہ شائع نہیں کرتے کہ ہماری مٹھی بھی اور ہمارا روپیہ بھی اور ہماری تنظیم بھی تمہاری تائید میں ہے۔ مگر دیتے کچھ نہیں۔ یہ صرف منہ کی باتیں ہیں۔ جب یہ اخبار میں چھپیں تو ایڈیٹر کو تو تنخواہ مل گئی۔ کیونکہ اسے کچھ سطور رقم لکھنی پڑیں لیکنی نہیں کچھ بھی نہیں ملا ہاں ایڈیٹر کے ذریعہ موقع دے اس سے کم کرنا پڑا۔ اسے سارا اخبار بھرنا تھا جو تنخواہ ملتی تھی۔ وہ تو اس نے لے لی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اسے کام کم کرنا پڑا۔ لیکن ان لوگوں کو تو کچھ بھی نہ ملا اور پھر ایڈیٹر کو بھی جو ملا۔ وہ حلال کا نہ ملا۔ کیونکہ اسے تنخواہ کے مقابلہ میں کم کام کرنا پڑا۔ ان لوگوں کی مثال بالکل ویسی ہی ہے۔ جیسے مولوی برہان الدین صاحب کی ایک ہمشیرہ فوت ہو گئیں۔ تو وہ

ایک واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہنے لگے۔ حضور خواب میں مجھے ایک دن میری ہمشیرہ ملیں تو مجھے خیال آیا میں اس سے پوچھوں کہ تمہیں جنت ملی ہے یا نہیں چنانچہ میں نے اس سے یہ بات دریافت کی تو اس نے بتایا کہ ہاں اللہ تعالے نے مجھے بخش دیا ہے۔ اور جنت میں جگہ بھی دے دی ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ تم وہاں کام کیا کرتی ہو تو کہنے لگی میں بیر بیچتی ہوں۔ کہنے لگے خواب میں ہی میں نے کہا۔ بہن جنت میں بھی تجھے بیر بیچنے ہی نصیب ہوئے۔ ان برگوں کو بھی دیکھو وہیں چھوڑ کر گئے تھے۔ مگر وہاں بھی انہیں کچھ نہ ملا

پیغام صلح نے صرف چند سطریں شائع کر دیں اور ایک شخص نے جسے اپنی جماعت میں بھی کوئی حیثیت حاصل نہیں۔ یہ لکھ دیا کہ ہماری تنظیم تمہاری تائید میں ہے۔ یہ وہی بیر بیچنے والی بات ہے۔ بلکہ بیر بیچنے میں تو پھر بھی کچھ مزہ ہے۔ لیکن پیغام صلح میں ایک یا دو سطر لکھ دینے میں کیا مزہ ہے۔ ملا تو کچھ بھی نہیں۔ اگر وہ کچھ مل جاتا۔ تب تو کچھ بات بھی تھی۔ ملا

خدا تعالےٰ کے فضل سے

اسی جماعت کو جو خدا تعالے کے دین کی اشاعت کرتی ہے۔ لاکھوں آدمی اپنی جائیدادوں اور مالوں کو اس کے لئے قربان کر رہے ہیں۔ اور ایسے لوگ قربان کرتے ہیں جن کی مالی حیثیت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ اگر ظاہری طور پر دیکھا جائے۔ تو ہمارا حق ہے۔ کہ ان کی خدمت کریں۔ لیکن وہ اسلام کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو آگے لاتے ہیں۔ اور اگر ہم ان سے کہدیں کہ تم غریب ہو۔ اس لئے چندہ نہ دو۔ تو وہ رو پڑتے ہیں جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بعض صحابہؓ آئے اور کہا یا رسول اللہ ہمارے لئے بھی رومی جنگ پر جانے کے لئے کچھ سامان دے دیجئے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں۔ اس پر وہ روتے ہوئے واپس چلے گئے۔ بعد میں انہی لوگوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ خدا کی قسم ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لئے نہیں گئے تھے۔ کہ ہمیں اونٹ دیں کہ ہم ان پر سوار ہو کر جائیں۔

ہماری غرض

یہ تھی۔ کہ ہمارے پاؤں ننگے تھے۔ راستہ میں کانٹوں اور پتھروں پر سے گذرنا پڑتا تھا۔ ہمیں کوئی جوتی ہی دے دی جائے کہ اسے پہن کر شام کی طرف رومی لشکر سے لڑنے کے لئے چل پڑیں۔ اب دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں جوتی نہ دے کر بظاہر انہیں مرنے سے بچایا تھا۔ مگر وہ اس پر بھی رو پڑے کہ انہیں ثواب سے محروم کر دیا گیا ہے۔ یہی حال ہماری جماعت کے لوگوں کا ہے۔ کہ غریب ہوتے ہیں۔ گھر میں فاقہ ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی آتے ہیں اور کہتے ہیں ہم سے اتنا چندہ لے لیا جائے۔ بعض اوقات عورتیں آجاتی ہیں اور کہتی ہیں یہ چار انڈے ہیں انہیں بیچ کر جو کچھ ملے چندہ میں دے دیں۔ اب انڈے بیچنے والوں کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ ایک یا دو مرغیاں انہوں نے رکھی ہوتی ہیں اور وہ مرغیاں ایک دو انڈے دیتی ہیں۔ اور وہ ان انڈوں کو بھی چندہ میں دے دیتی ہیں اور اگر ہم ان میں سے کسی عورت کے چندہ کو رد کر دیں تو وہ خوش نہیں ہوگی کہ اسے

ثواب سے محروم

کیا گیا ہے۔ اور خیال کرے گی کہ شاید مالدار کو ہی حق حاصل ہے کہ وہ چندہ دے۔ غریب کو چندہ دینے کا حق نہیں۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے کہ سیالکوٹ کے ایک دوست تھے۔ جو بڑے مخلص تھے۔ قادیان میں اکثر آیا کرتے تھے۔ مگر انہیں اعتراض کرنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ ایک غریب احمدی نے مجھے دعوت پر بلایا۔ چائے پر یا کھانے پر اس وقت مجھے یاد نہیں رہا۔ کئی دن تک میں ٹلاتا رہا۔ کیونکہ میں دیکھتا تھا کہ یہ غریب آدمی ہے لیکن ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور اس نے کہا شاید اس لئے کہ میں غریب ہوں۔ آپ میرے ہاں کھانا کھانا پسند نہیں فرماتے۔ اس پر مجھے خیال آیا۔ کہ خواہ مخواہ اسے ٹھوکر لگے گی۔ اس کی دعوت قبول کر لو۔ چنانچہ ایک دن میں اس احمدی دوست کے گھر چلا گیا۔ سیالکوٹ کے وہ احمدی دوست جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے وہ ہمیشہ ٹوہ میں رہتے تھے کہ کوئی موقعہ ملے تو وہ اعتراض کریں۔ میں جب باہر نکلا تو وہ دروازہ کے پاس کھڑے تھے مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے۔ کیوں جی۔ کیا ایسے

غریب لوگوں کی دعوت

بھی آپ قبول کر لیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا ہمارے لئے ہر طرح مصیبت ہی ہے۔ جب میں اس شخص کی دعوت رد کرتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ مجھے غریب سمجھ کر میری دعوت رد کرتے ہیں۔ اور اب جو میں نے اس کی بات مان لی۔ تو تم دروازہ کے سامنے کھڑے ہو اور کہتے ہو کہ کیا ایسے غریبوں کی دعوت بھی آپ کھا لیتے ہیں۔ تو دیکھو ہماری جماعت میں وہ وہ مخلص پائے جاتے ہیں کہ ان پر غربت اور مفلسی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اسلام کے لئے آگے بڑھ کر قربانیاں کرتے ہیں۔ مزدوریاں کرتے ہیں اور چندے دیتے ہیں۔

میں نے ایک دفعہ

جماعت کو تحریک

کی تھی۔ کہ کچھ زائد کام محنت مزدوری کا کرو۔ اور تحریک جدید میں چندہ دو۔ چنانچہ سینکڑوں روپیہ دوستوں نے محنت اور مزدوری کر کے دین کی خدمت کے لئے دیا۔ لیکن چونکہ اب اس تحریک کو دیر ہو گئی ہے اس لئے اس چندہ میں کمی واقعہ ہو گئی ہے۔ میں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے

ہاتھ سے محنت

کرو۔ اور زائد آمد پیدا کر کے اس تحریک میں حصہ لو۔ مالدار آدمی بھی چاہے تو اسٹیشن پر جا کر قلی کا کام [illegible]

وصـــــــایا

وصیتیں اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کوئی غلطی رہ جائے تو دفتر ہذا کو اس سے مطلع کر دیا جائے۔　　سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۱۹۱ منکہ محمد یوسف ولد ولی محمد صاحب قوم گاڑھا پیشہ زمیندار عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۲۷ر دسمبر ۱۹۴۹ء ساکن کھوڈا۔ ڈاکخانہ خاص ضلع مظفر نگر صوبہ یو پی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۶/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ زمین ۱۸ بیگھے خام جو ہم دو بھائیوں اور ایک بہن میں مشترک ہے۔ اور ایک مکان قیمتی ۱۲۰۰/- روپے اس میں بھی ہم دو بھائی اور ایک بہن شریک ہیں۔ اس میں سے میں اپنے حصہ کی زمین اور مکان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں اپنی ماہوار آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری یہ آمد معین نہیں۔ ہر ماہ کم یا زیادہ ہوتی ہے۔ میں اس کے مطابق حصہ باقاعدہ ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس وصیت پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ العبد محمد یوسف ۵۶/۲/۳ گواہ شد عبد الکریم درویش محلہ ناصر آباد قادیان ۵۶/۲/۳ گواہ شد عبد الغفور درویش قادیان ضلع گورداسپور۔

نمبر ۱۳۱۹۲ منکہ مظہر حسین ولد احمد حسین صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قصبہ میران پور کٹرہ ڈاکخانہ خاص ضلع شاہجہانپور صوبہ یو پی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۶/۲/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بقید حیات ہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۶۰/- روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میری یہ وصیت ہر طرح قائم رہے گی۔ العبد مظہر حسین ۵۶/۲/۴ گواہ شد شیخ محمد موصی ۱۰۰۲۹ قادیان دار الامان ۵۶/۲/۴ گواہ شد عبد الغفور موصی نمبر ۱۰۷۵۸ قادیان ضلع گورداسپور، انڈیا۔

نمبر ۱۳۱۹۳ منکہ نذیر احمد ولد اللہ رکھا صاحب قوم ریگل پیشہ تجارت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ مسجد فضل حال جوڑہاٹ (آسام) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۶/۳/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے نقد روپیہ جو دفتر محاسب قادیان میں جمع ہے مبلغ ۴۰۰/- روپے ہے اور اس میرا ذاتی ایک مال ٹرک A.S.G ۲۲۴۳ قیمتی مبلغ ۲۰۰۰/- روپے صرف جس کی کل قیمت ۶۰۰۰/- روپے ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے لیکن اس وقت کام نہ کرنے کی وجہ سے کاروبار بند ہے۔ اب واپس جا کر کام شروع کروں گا۔ اور اس سے جو آمد ہوگی۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور اپنا ماہوار چندہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اپنا ماہوار چندہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کراؤں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد نذیر احمد ۵۶/۳/۸ گواہ شد عبد الغفور ولد بشیر محمد قادیان موصی نمبر ۱۰۶۵۸ گواہ شد غلام حسین ولد نظام الدین بنگالی موصی نمبر ۱۰۲۱۵۔

نمبر ۱۳۱۹۴ منکہ آر۔ اے حسن کویا ولد ایپی محمد کویا قوم ڈیلا پیشہ تجارت عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت اکتوبر ۱۹۲۶ء ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ خاص۔ ضلع مالابار صوبہ مدراس۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۶/۲/۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ البتہ میں آٹھ ہزار روپیہ کا مالک ہوں۔ اور یہ رقم میں نے تجارت میں لگائی ہوئی ہے۔ میں اپنی اس رقم میں سے ۱/۱۰ حصہ (دسواں حصہ) کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں تا حین حیات اس تجارت کی آمد نی میں سے ۱/۱۰ حصہ ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان کو (بوساطت انجمن احمدیہ کالیکٹ) ادا کرتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے پر اس تجارت میں میری جو رقم موجود ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد آر۔ اے

R. R. Koya c/o Anjuman Ahamadiyya west

Silk Street Calicut Malabar

گواہ شد ایم علی کویا کالیکٹ۔ M. Ali Koya Calicut

سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کالیکٹ۔ گواہ شد کے۔ اے محی الدین کویا K. A

Maidin Koya پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کالی کٹ۔

نمبر ۱۳۱۹۵ منکہ محمد امام ولد محمد حسین صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ ڈسپنسری عمر ۴۵ سال، تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن منگلور ڈاکخانہ خاص ضلع منگلور میسور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۶/۲/۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے۔ صرف ماہوار آمد پر میرا گذارہ ہے۔ میری آمد ماہوار پچاس روپے ہے۔ اور میں ۱۹۴۳ء سے اب تک باقاعدہ اپنی مذکورہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہا ہوں۔ اور آئندہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور آئندہ میری آمد زیادہ ہو۔ اور یا کوئی جائداد پیدا کروں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد ڈاکٹر محمد امام مولوی فاضل

The Dental Clinic

5 Albert Victor Road Bangalore

گواہ شد محمد صادق قائد مبلغ بنگلور معرفت دعوۃ و تبلیغ۔ گواہ شد محمد عبد اللہ الہ دین انجمن احمدیہ بنگلور میسور۔

نمبر ۱۳۱۹۶ منکہ نفیسہ بی بی زوجہ شیخ سبحان قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ستر سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۶/۲/۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں سر دست قادیان کے نام پر ست بیگھہ زرعی زمین ہے جس کی قیمت اندازاً مبلغ ۷۰۰ روپیہ ہوگی اس جائداد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام پر وصیت کرتی ہوں۔ اور یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ اگر اپنی زندگی میں اور کوئی نئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس جائداد کا ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہ رقم میں اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔ اگر ادا نہ کر سکی۔ تو میری وفات کے بعد اس تحریر کی بنا پر صدر انجمن احمدیہ قادیان میرے وارثوں سے وصول کرے گی۔ العبد نفیسہ بی بی مرحومہ، نشان انگوٹھا۔ گواہ شد محمد خان دیہاتی مبلغ۔ گواہ شد شیخ طاہر الدین جماعت احمدیہ کیرنگ

نوٹ:۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ زمین کی حد ود مشرق کی طرف داراب خاں صاحب شمال کی طرف نور محمد صاحب۔ مغرب کی طرف داراب خاں صاحب

یا تون من کل فج عمیق کا ایمان افروز نظارہ بقیہ صفحہ اول

اور اس کے خلیفہ برحق پر درود و سلام بھیج رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ کے روح پرور ارشادات سننے کے بعد ان کے ایمانوں کو ایک نئی جلا اور اس کے طفیل خود ان کو ایک نئی زندگی عطا ہوئی اور وہ خدمت اسلام کا ایک نیا جوش اور نیا ولولہ لے کر اپنے گھروں کو واپس لوٹے اس یادگار جلسے کی کسی قدر مفصل روداد آئندہ اشاعتوں میں ملاحظہ فرمادیں۔

قادیان سے

اس مبارک تقریب میں شمولیت کی خاطر قادیان سے سوسے زائد افراد پاسپورٹ پر ربوہ تشریف لے گئے اور جلسہ کی برکات سے متمتع ہوئے ۲۷ر دسمبر کو اپنے پیارے امام کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

علاوہ ازیں بھارت کے دیگر مختلف علاقوں سے بھی شریک جلسہ ہوئے۔ چنانچہ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب یادگیر بہ معیت دیگر افراد قافلہ کے مورخہ ۵۷/۱/۱۲ کو قادیان بھی آئے۔ اور دو دن قیام فرما کر ۱۴ر جنوری ۱۹۵۷ء کو واپس اپنے وطن روانہ ہو گئے

سیلون کے طلباء کا وفد مدراس میں

مولوی شریف احمد صاحب امینی مدنی انچارج دارالتبلیغ مدراس نے اطلاع دی ہے کہ کالج سیلون کے چھ طلباء کا ایک وفد جو سیاحت اور پاکستان کے دورہ پر تھا ۲۲ کو مدراس پہنچا۔ اور جس میں پانچ مسلمان اور ایک بدھسٹ ہیں ۔ احمدیہ مشن کی جماعت کی طرف سے ٹی دیا گیا۔ ایڈریس اور لٹریچر پیش کیا گیا۔ وفد کے لیڈر نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے احمدیہ مشن میں قیام اور تبلیغی گفتگو کا شکریہ ادا کیا اور احمدیت کے بارہ میں مزید مطالعہ کا وعدہ کیا۔ اس وفد میں سیلون کے ایک انگریزی روز نامہ [illegible] کے ایڈیٹوریل سٹاف میں کام کرنے والے مسلمان دوست [illegible] نے بھی تقریر کی اور کہا کہ میں اب تک عدم علم کی وجہ سے اور تعصب کی وجہ سے اپنے اخبار میں احمدیہ جماعت سے متعلق خبروں کی اشاعت نہ ہونے دیتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے کبھی مبلغ سیلون مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر فاضل سے کبھی ملاقات بھی نہ کی تھی۔ مگر اب میں اپنے اس فعل پر نادم ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ میں نے یہ غلط کام کیا۔ اب میں سیلون واپس جا کر اس غلطی کا ازالہ کروں گا اور اخبار میں جماعت کی پبلسٹی کروں گا۔ اور مبلغ سیلون سے ملاقات بھی کروں گا۔ انہوں نے کہا مجھ پر اس بات کا خاص اثر ہے کہ ہندوستان کی اور کسی جماعت نے ہماری تحریک کے باوجود ہمیں جواب تک نہیں دیا اور آپ حضرات نے ہمیں نہ صرف جگہ دی بلکہ ہمیں روحانی اور جسمانی غذا بھی بہم پہنچائی۔

اس وفد کے ارکان کے ساتھ رات کو دیر تک تبلیغی گفتگو ہوتی رہی اور تمام ارکان کی خدمت میں سلسلہ کے انگریزی لٹریچر کا ایک ایک سیٹ پیش کیا گیا۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بھاگل پور (بہار) میں نیا دارالتبلیغ

تبلیغی ضرورت کے تحت بھاگل پور شہر (بہار) میں نیا دارالتبلیغ قائم کر کے مولوی عبدالحق صاحب مولوی فاضل سابق مبلغ چنبہ کو اس کا انچارج مقرر کیا گیا ہے۔

مولوی صاحب جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی وہاں پہنچ کر تبلیغی کام شروع کر رہے ہیں۔

احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس دارالتبلیغ کو بہار کی جماعتوں کی ترقی کا باعث بنائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۲

کرے یا بازار میں کوئی مزدوری کرے اور اس سے جو آمد ہو وہ تحریک جدید میں دے دے پھر میں نے کہا تھا کہ زمیندار اگر آدھا ایکڑ دیتا ہے تو ایک کنال وہ سلسلہ کے لئے بھی بوئے اور اس پر زیادہ زور لگائے۔ پھر آدھا ایکڑ کا بھی چندہ دے اور اس ایک کنال سے جو آمد ہو وہ بھی ساری کی ساری دے دے۔ اس طرح اسے

بہت زیادہ ثواب

ملے گا اور جماعت کی آمد بھی بڑھ جائے گی۔ اگر سارے زمیندار اس طرح کرنے لگ جائیں تو اگرچہ وہ اب بھی چندہ دیتے ہیں۔ لیکن پھر ان کا چندہ دگنا یا تگنا ہو جائے گا۔ کیونکہ جب وہ ایک کنال کی پیداوار آدھ ایکڑ کے علاوہ سلسلہ کے لئے دیں گے تو خدا تعالیٰ ان کے آدھ ایکڑ کی بھی پیداوار زیادہ کر دے گا۔ اور وہ چندہ بھی زیادہ ہو جائے گا۔ اور پھر یہ کنال جو سلسلہ کے لئے بوئی گئی ہے اس کی آمد بھی سلسلہ کو ملے گی نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کا چندہ اگلے سال دگنا تگنا ہو جائے گا۔ کچھ مدت تک دوستوں نے میری اس بات پر عمل کیا۔ لیکن افسوس ہے کہ اب اس میں سستی واقع ہو گئی ہے۔ اگر دوست اس پر عمل کرنے لگ جائیں تو یقیناً ان کو اور ان کی اولاد کو دین کی ایسی خدمت کرنے کی توفیق ملے گی جو شاں

کے طور پر قائم ہو جائے گی۔

خطبہ ثانیہ

کے بعد حضور نے فرمایا:۔

میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد دو جنازے پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ وہ ہے جو لطیف جامعہ کی مسجد کے مؤذن ہیں ان کی والدہ کا جنازہ ہے۔ دوسرے میاں غلام حسین صاحب اوورسیر جو یہاں بجلی کا کام کرتے ہیں ان کی لڑکی فوت ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے جنازہ پڑھانے کے لئے کہا ہے۔ اس لئے ان کی لڑکی کا بھی میں ساتھ ہی جنازہ پڑھا دوں گا۔

اعلانِ نکاح

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ ۲۷؍ دسمبر ۱۹۵۵ء بروز شنبہ بمقام ربوہ مسجد مبارک میں محمد بشیر الدین صاحب فرزند سیٹھ محمد معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ کا نکاح مسماۃ اعظم النساء بیگم صاحبہ بی۔ اے ہمشیرہ کریم اللہ صاحب ایڈیٹر آزاد نوجوان مدراس کے ساتھ بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ مہر فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں اور اسلام و احمدیت کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔